میرے بخت کا چاند

سعدیہ عابد

سعدیہ عابد

افسانہ

مہر بخت کا تاج

"ماہرہ! تم پلیز مما سے بات کرو نہ مجھے شادی نہیں کرنی۔" میں نے خود سے 2 سال بڑی بہن سے ملتجی لہجے میں کہا

تو اس کی پر تجسس سوالیہ نگاہیں میرے چہرے پر آ ٹکیں اور میں جو پہلے ہی اکتائی ہوئی تھی، میری اکتاہٹ مزید بڑھنے

لگی اور میرے لہجے میں خود بہ خود چڑچڑا پن آ گیا۔

''تم مما سے بات کرو گی یا میں خود کرلوں؟''

''میں مما سے کیا بات کروں گی؟''

''یہی کہ مجھے شادی نہیں کرنی''۔ میں اس کے ٹھہرے ہوئے لہجے پر چبا چبا کر بولی کہ میں اس سے کب سے ایک صاف بات کہہ رہی ہوں پھر اس کا سوال میرے دماغ کو گھمائے گا ہی اور ہوا بھی ایسا اور اس نے نیا سوال اپنے مخصوص انداز میں کیا تو میں بری طرح تلملا گئی۔

''شادی نہیں کرنی یا ورسلان احمد سے نہیں کرنی؟''

''بات ایک ہی ہے''۔

''بات ایک نہیں ہے اسی لئے تو کہہ رہی ہوں''۔

''پلیز ماہرہ! میں پہلے ہی ٹینس ہوں''۔ میری ہمت جواب دے گئی' آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

''فار گاڈ سیک ساہرہ! کیوں بلاوجہ ٹینس ہو رہی ہو اور مجھے بھی کر رہی ہو' آخر کیوں نہیں کرنی شادی کوئی وجہ بھی تو پتہ چلے؟'' ماہرہ کی بھی ہمت جواب دے گئی۔

''میں اپنے کلاس فیلو راغب سے شادی کرنا چاہتی ہوں''۔ بلی بالآخر تھیلے سے نکل ہی آئی۔

''مما کبھی نہیں مانیں گی کہ انہوں نے تمہارا رشتہ ورسلان بھیا کے ساتھ تقریباً طے ہی کر دیا ہے''۔ ماہرہ نفی میں سر جھٹکتے ہوئے بولنے لگی۔

''تم بات کرو نہ مما سے' وہ تمہاری بات سن لیں گی اور تم تو ورسلان بھائی سے بھی بات کر سکتی ہو کہ ان سے تمہاری کافی بات چیت ہے''۔ اب میں بہن کو ملتجی نگاہوں سے دیکھتی' اس کے ہاتھ تھام گئی۔

''مما تک تو ٹھیک ہے لیکن میں ورسلان بھیا سے بات نہیں کر سکتی کہ میری ان سے صرف بات چیت ہے' اتنے دوستانہ مراسم نہیں ہیں اور ان سے تو مجھے کسی حد تک ڈر سا بھی لگتا ہے' مجھ سے زیادہ تو تم ان سے فرینکلی انداز میں بات کر لیتی ہو''۔

''ہاں کر لیتی ہوں' اب لیکن منہ اٹھا کر خود ہی اس سے شادی کرنے سے انکار تو نہیں کر سکتی نا' اس لئے تمہاری مدد مانگ رہی ہوں اور تم ہو کہ اپنے ہی واہمات کا شکار ہو' میری خاطر مما کو راضی نہیں کر سکتیں؟ مگر کوشش تو کر سکتی ہو' میرا انکار ہی کم از کم ان تک اور ورسلان تک پہنچا دو''۔ میں نے ماہرہ کو عصیلی نگاہوں سے دیکھا۔

''اچھا...... بابا ناراض نہ ہو' میں مما سے بات کروں گی لیکن ورسلان بھیا سے نہیں' یہ یاد رکھنا اور ذرا اپنے راغب صاحب کے بارے میں بھی تو کچھ بتاؤ تا کہ میں مما کو مطمئن کر سکوں''۔ ماہرہ نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا تو میں بھی مسکراتے ہوئے اسے راغب علی کے بارے میں بتانے لگی۔

''راغب' میرا کلاس میٹ ہے اور اس نے مجھے پرپوز کیا ہے' راغب کے فادر بزنس مین ہیں اور اس نے ہی ان کا بزنس سنبھالنا ہے کہ وہ اکلوتی اولاد ہے' راغب کی مدر ہاؤس وائف ہیں' میں راغب کو فرسٹ ایئر سے ہی لائیک کرتی ہوں اور اس کے پرپوز کرنے پر مجھے بہت خوشی محسوس ہوئی تھی' اس لئے چاہتی ہوں کہ تم مما سے راغب کی بات کرو' مما اگر ابھی پوزیٹو جواب دیں تو راغب کے پیرنٹس کل رشتہ لے کر آ جائیں گے کہ اس نے اپنے پیرنٹس کو میرے بارے میں بتا دیا ہے اور وہ بیٹے کی پسند دیکھنے پر اشتیاق مند ہیں''۔ میں نے اسے ساری تفصیل بتائی۔

''او کے...... مما سے بات کروں گی تم جا کر سو جاؤ کہ مجھے بھی نیند آ رہی ہے''۔ میں اس کے اقرار پر خوش ہوتی' خوشی سے اس کا رخسار چومتی گڈ نائٹ کہہ کر روم سے نکل آئی۔

ماہرہ اور ساہرہ دو ہی بہنیں ہیں جب ماہرہ محض گیارہ برس کی تھی' صدیقی صاحب روڈ ایکسیڈنٹ میں چل بسے' پہاڑ جیسی زندگی دو چھوٹی بچیوں کے ساتھ طاہرہ صدیقی نے بہت مشکل سے گزاری' طاہرہ پیشہ کے لحاظ سے گائناکولوجسٹ تھیں' شادی سے قبل دو سال تک اس پیشے سے وابستہ رہیں لیکن صدیقی صاحب کے انکار اور پسند کو دیکھتے ہوئے وہ مکمل ہاؤس وائف بن گئیں' مگر شوہر کی موت کے بعد انہوں نے ان کا بزنس اپنے اکلوتے بھائی کے حوالے کر

ر خود انہوں نے ہاسپٹل جوائن کرلیا اور دو سال کی پریکٹس
ے بعد انہوں نے اپنا ذاتی کلینک کھول لیا' طاہرہ کا تعلق
توسط طبقے سے تھا' صدیقی صاحب نے ان سے لومیرج کی
ی طاہرہ کے اکلوتے بھائی ارسلان احمد ایک پرائیویٹ کمپنی
ں جاب کرتے تھے' صدیقی صاحب کے کوئی بھائی بہن
تھے نہیں' فادر کی بھی ڈیتھ ہوگئی تھی' اس لئے ارسلان احمد نے
ونی کے بزنس کو سنبھال لیا' ارسلان احمد اور ان کی بیوی فوزیہ'
ونوں ہی خدا ترس اور دوسرے کا احسان ماننے والے ہیں'
ہوں نے بزنس کو اپنی قابلیت سے ترقی دی مگر آج بھی وہ
ں پر بہن کا ہی حق سمجھتے ہیں مگر طاہرہ صدیقی بھی نیک
طرت خاتون ہیں' پیسے اور محنت دونوں کی ہی قدر جانتی ہیں
ریہ بات مانتی ہیں کہ سرمایہ ان کا ہے تو محنت ساری ارسلان
مد کی ہے اس لئے 50 پرسنٹ شیئرز انہوں نے ارسلان احمد
ے نام کردیئے اور اب جتنا بھی لوس اور بینیفٹ ہوتا ہے وہ
ونوں کو 50,50 ملتا ہے اسی طرح وہ ماہانہ بھی آدھا حصہ بہن
و دیتے ہیں' دونوں کے ہی دل و نیت صاف ہیں تو روز بہ روز
ق ہی کررہے ہیں ماہرہ یونیورسٹی سے بی اے کررہی ہے اور
اہرہ بی کام کررہی ہے' ماہرہ کی منگنی طاہرہ کی اکلوتی دوست
ہید کے اکلوتے بیٹے دانش تیمور سے 6 ماہ قبل ہی ہوئی ہے'
ہی اس کے فائنل ایئر کے بعد ہوگی کہ اس کا لاسٹ ایئر
ل رہا ہے' ارسلان احمد کا ایک ہی بیٹا ورسلان احمد ہے'
سلان ماہرہ سے پورے 4 سال بڑا ہے' سنجیدہ اور کم گو اور
ی حد تک غصیلا' ورسلان نے بزنس ایڈمنسٹریشن کی ڈگری
ہے اور باپ کے ساتھ بزنس سنبھال رہا ہے ارسلان اور
زیہ کی خواہش تھی کہ ماہرہ ان کی بہو بنے جبکہ طاہرہ چھوٹی
ی کی طرف سے زیادہ فکر مند ہیں کہ وہ باپ کی طرح غصہ ور
زیلی ہے' اس کے برعکس ماہرہ کم گو سنجیدہ مزاج کی بردبار
ی ہے' وہ بہن کی طرح نہ ضدی ہے نہ اوٹ پٹانگ حرکتیں
رنے والی شوخ و چنچل ہے' اسی لئے طاہرہ کی خواہش ہے کہ
سلان کی شادی ساہرہ سے ہو اسی لئے جب دانش کا پرپوزل
یا تو انہوں نے بھائی سے بات کی اور انہوں نے جب اپنی
انش کا اظہار کیا تو وہ صاف کہہ بیٹھیں۔

"ارسلان بھیا! ناہید نے مجھ سے کافی برس پہلے ہی
کہہ دیا تھا' جب ماہرہ محض انٹر میں ہی تھی' میں نے اگرچہ
اس وقت نہ مثبت نہ ہی منفی کسی قسم کا ری ایکٹ نہیں کیا تھا
اور اب اس نے دوبارہ بات کی ہے تو مجھے رشتہ ٹھیک ہی لگتا
ہے کہ دانش ہر لحاظ سے ماہرہ کے لئے پرفیکٹ ہے' ہاں
دانش کو میں ورسلان پر فوقیت نہیں دے سکتی' لیکن ساہرہ
بھی تو ہے' ماہرہ اور ساہرہ میں تو کوئی فرق نہیں ہے' آپ
سوچ لیں اگر آپ کو ایسا مناسب لگے تو ٹھیک ہے"۔

"دونوں بچیاں ہمارے لئے ایک جیسی ہیں اور اچھا
ہی ہے دونوں دیکھے بھالے لوگوں میں ہی چلی جائیں گی'
ناہید کی فیملی کو تو ہم برسوں سے ہی جانتے ہیں' اس لئے تم
ماہرہ کے لئے دانش کا پرپوزل ایکسپٹ کرلو اور ساہرہ پھر
ہماری"۔ فوزیہ احمد صحیح معنوں میں بھابی سے بڑی بہن اور
ماں ثابت ہوئی تھیں' زندگی کے ہر ایک معاملے میں اور
اسوقت بھی نرمی سے بولیں جبکہ ماہرہ کو اپنے بیٹے کے حوالے
سے اپنے گھر میں جاگتی آنکھوں سے ہنستے مسکراتے دیکھ چکی
تھیں' مگر ساہرہ بھی ان کو کم عزیز نہیں ہے کہ بیٹی کی کمی انہوں
نے چھوٹی نند کی بیٹیوں سے ہی تو بھری ہے۔

"لیکن بھابی جان! میں ابھی ساہرہ کی بات نہیں کرنا
چاہتی کہ اس میں ابھی بچپنا ہے اور کم از کم گریجویشن
ہو جائے تب اس سلسلے کو اٹھانا چاہوں گی' ماہرہ کی بات بھی
ابھی اس لئے کررہی ہوں کہ ناہید بہت فورس کررہی ہے
اور دانش پریکٹس اور کورس وغیرہ کے سلسلے میں سال بھر کے
لئے ملک سے باہر جارہا ہے تو وہ بیٹے کو رشتے میں جوڑ دینا
چاہتی ہے ورنہ تو میں ماہرہ کے تعلیم مکمل ہونے تک اس
سلسلے کو اٹھانا بھی نہیں چاہتی تھی مگر ناہید کے آگے مجبور
ہو رہی ہوں"۔

"اللہ کا نام لے کر منگنی کردو' باقی جو ہماری ماہرہ بیٹی کا
نصیب اور ماہرہ سے پوچھا ہے کہ نہیں؟"

"ہاں معلوم کیا تھا اس نے ساری ذمہ داری مجھ پر
ڈال دی ہے" "صحیح کہتے ہیں بھیا کہ نیک اولاد سکون و
راحت کا باعث ہوتی ہے"۔ وہ مطمئن سی مسکرائیں تو وہ

دونوں بھی مسکرا دیئے کہ ان کا بیٹا بھی تو ان کا بہت نیک و فرمانبردار ہے۔ منگنی کے بعد دانش انگلینڈ چلا گیا' 6 ماہ بعد ہی سے ناہید نے شادی کا کہنا شروع کر دیا تو انہوں نے بھی تیاریاں شروع کر دیں اور ارسلان احمد نے بھی کہا کہ وہ ساتھ ہی ساہرہ کی بھی شادی کر دیں کہ ان کا بیٹا تو اب اسٹیبلش ہو چکا ہے' اور وہ بیٹی کو بھی سمجھتی ہیں کہ گریجویشن سے آگے پڑھنے کا اس کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہے' اس لئے انہوں نے ورسلان کے پرپوزل کا اسے بتا کر اس کی رائے پوچھی اور وہ ماں سے کچھ کہے بغیر اٹھ گئی' راغب سے بات کی اور اس کے مشورے ہی پر اس نے ماہرہ کے ذریعے بات ماں تک پہنچائی' طاہرہ صدیقی کو تکلیف تو ہوئی مگر بیٹی کی خوشی کے خیال سے راغب سے ملیں اور وہ بیٹی کے قابل لگا تو ایک بار پھر بھائی کے پاس جا پہنچیں اور ساری بات بتائی اور انہوں نے تو شکر ہی ادا کیا کیونکہ ورسلان نے تو صاف ساہرہ سے شادی سے انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے اب بہن کو تو انکار کر نہیں سکتے تھے' اس کے مجبوری ظاہر کرنے پر ان پر برائی آنے سے بچ گئی اور انہوں نے خود راغب اور اس کے فادر سے مل کر سارے معاملات طے کیے اور یوں ماہرہ کے ساتھ ساہرہ کی بھی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں' ماہرہ تو نارمل ہی ہے کہ اس نے منگنی کے بعد ایک دفعہ بھی دانش سے نہ خود بات کی نہ اس نے رابطہ کیا' لیکن ساہرہ کے تو پاؤں ہی زمین پر نہیں پڑ رہے اور اس کی سنہری رنگت میں گھلی سرخیاں' طاہرہ صدیقی کو ان کے فیصلے پر اطمینان دلانے کے ساتھ ان کی خوشیوں کے لئے بھی دعا مانگنے اور مانگتے رہنے پر مجبور کر رہی ہیں کہ ان کی بیٹی کی خوشیوں کو کسی کی نظر نہ لگے' خوشیوں کو نظر لگی ضرور لیکن ساہرہ کی نہیں ماہرہ کی...... اور وہ ہو گیا جس کا کسی نے سوچا تو کیا تصور بھی نہیں کیا تھا' مگر ہونی کو کون ٹال سکتا ہے؟ کوئی نہیں...... کوئی بھی نہیں۔

☆
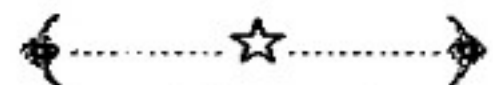
''ماہرہ کو میں نے ہمیشہ بیٹی سمجھا ہے طاہرہ! اس لئے میری نیت پر شک مت کرو' تمہیں دھوکا دینا ہوتا تو آج یوں سر جھکائے اپنے بیٹے کی اصلیت نہ بتا رہی ہوتی'' ناہید کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

''تمہاری نیت پر شک نہیں کر رہی' تمہاری تو میں بہت مشکور ہوں کہ تم نے مجھے ساری حقیقت بتائی مگر اب خود ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں دنیا کا سامنا کیسے کروں گی' بارات نہیں آئے گی تو......'' حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹک گیا اور وہ بے اختیار ہو کر بلک اٹھیں۔ دانش نے انگلینڈ میں شادی کر لی تھی' ناہید اس سے انجان ہی تھیں بیٹے کے کمرے میں اس کی شیروانی وغیرہ رکھنے گئیں تو الماری چوپٹ کھلی ہوئی تھی' بند کرتے ہوئے پہلے بکھرا ہوا سامان اندر رکھا اور ایک پیکٹ ان کے قدموں میں آ گرا وہ تصویریں تھیں' ان کے بیٹے کے ساتھ ایک فارمر لڑکی اور چند ایک تصاویر میں ایک ڈیڑھ سال کا خوبصورت گول مٹول بچہ' اسی وقت دانش واش روم سے آ گیا اور اس نے ماں کو ساری سچائی بتا دی کہ وہ جب پڑھائی کے سلسلے میں گیا تھا شادی جب ہی ایک سال بعد کی تھی اور وہ بیوی سے ملنے کے لئے ہی کورس کی آڑ میں گیا تھا' وہ انہیں امامہ کے بارے میں بتانا چاہتا تھا مگر نہیں بتا پایا' امامہ کرسچن تھی جو دو سال قبل شادی کے بعد مسلمان ہوئی ہے جب ناہید کو بیٹے کی شادی کا پتہ چلا تو انہوں نے دھوکے سے شادی کرنے کی بجائے میاں کے ساتھ آ کر خود طاہرہ صدیقی کو ساری سچائی بتا دی۔

''یو ڈونٹ وری طاہرہ! برات آئے گی اور ماہرہ کی آج ہی شادی ہو گی' دانش سے نہیں ورسلان سے......'' دونوں میاں بیوی جو حیرت و دکھ سے بت بن گئے تھے' اس وقت بھی انہوں نے خود کو سنبھالا اور بہن کا سہارا بن گئے اور وہ بھائی کے کاندھے سے لگی بلک اٹھیں' کچھ ہی دیر میں ناہید شوہر کے ساتھ دل گرفتہ سی لوٹ گئیں۔

''بھیا! ورسلان کیا وہ مان جائے گا؟'' خدشات نے سر ابھارنا شروع کر دیا۔

''ہاں''۔ بھائی کا پریقین لہجہ انہیں چونکا گیا اور

تفصیل انہوں نے بتائی وہ ان دونوں ہی بہن بھائی کو مطمئن کر گئی اور جب ماہرہ کو پتہ چلا تو وہ صاف انکاری ہو گئی۔

''مما پلیز...... مجھے ورسلان بھیا سے شادی نہیں کرنی ہے......'' نکاح سے قبل بتانا ضروری تھا اس لئے انہوں نے ذکر کیا' مگر وہ تو جیسے کچھ سننے کو تیار ہی نہ تھی اور اندر آتی مامی جان کو دیکھ وہ چپ ہو گئی۔

''نکاح خواں آ گئے ہیں''۔ انہوں نے بلا لینے کو کہہ دیا۔

''مما پلیز! مجھے یہ نکاح......''

''اپنی مما پر بھروسہ رکھو''۔ وہ اس وقت کچھ بھی سمجھانے کی پوزیشن میں نہ تھیں اس لئے نم لہجے میں مختصراً کہا اور اس کی پیشانی چوم لی اس نے روتے دل بہتی آنکھوں اور لرزتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر سائن کر دیئے۔

''جس شخص کو ہر ایک دعا میں مانگا' وہ مجھے یوں احسان و مجبوری کی صورت ملے گا تصور بھی نہ کیا تھا''۔ وہ جو رونے پر آئی تو اس نے ان سب کے ہی جیسے دل دہلا کر رکھ دیئے رخصتی ان تینوں نے ہی متفقہ فیصلے سے کچھ ماہ بعد جب وہ اس رشتے کو دل و ذہن سے آمادہ کر لیتی' کر لینے کا سوچا تھا مگر ورسلان احمد نے ابھی رخصتی کی فرمائش کر ڈالی تو وہ تینوں ہی خاموش ہو گئے کہ یہ نیک کام آج نہیں تو کل ہونا تو ہے تو آج ہی کیوں نہیں۔

☆
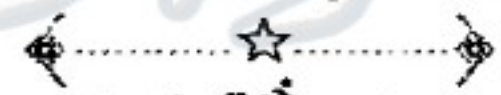
''ورسلان! ہم آج رخصتی کے حق میں اس لئے نہ تھے کہ ماہرہ کو خود کو سنبھالنے کے لئے کچھ وقت چاہئے ہوگا' مگر تمہاری ضد کہیں یا مجبوری اس کے آگے ہار گئے' مگر اب تم نے ماہرہ کا پورا خیال رکھنا ہے' اس کی خوشی اور مرضی کو اہمیت دینی ہے' تم میری بات سمجھ رہے ہو نا؟''

''جی ماما! اور بے فکر رہئے کہ آپ کو یا پھپھو جانی کو میری طرف سے کوئی شکایت نہ ہوگی رخصتی کچھ ماہ بعد بھی ہو سکتی تھی' لیکن جب امپورٹنٹ فرض ادا ہو گیا تھا تو باقی سب تو فارمیلٹیز ہی ہیں' بٹ آپ کو یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا تو میں گیسٹ روم میں سو جاتا ہوں' جب تک ماہرہ سیٹ نہیں ہو جاتی''۔ وہ نہایت سنجیدگی سے بولا جو اس کی شخصیت کا خاصہ ہے۔

''نہیں اب اتنا ظلم تو نہیں کیا جا سکتا تم پر اس لئے اپنے کمرے میں جاؤ''۔ ارسلان احمد کے دھیرے مگر شرارتی لہجے پر وہ جھینپ گیا۔

''یہ بہو کا گفٹ ہے' اپنی طرف سے دے دینا''۔ انہوں نے خوبصورت کیس بڑھایا جسے لئے وہ ان دونوں کو شب بخیر کہتا اپنے کمرے میں چلا آیا اس کا کمرہ روز ہی کی مانند ہے اور وہ جو ایک خوبصورت سے اضافے کو سوچتا ہوا آیا تھا اس کو نہ پا کر کچھ [illegible] سا ہی لگا' تقریباً دس منٹ بعد وہ واش روم سے نکلی' دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں' اس نے شرمندگی سے نگاہ چرائی اور وہ اس کو دیکھنے لگا' پنک ایمر ائیڈ لان کے سوٹ میں وہ کافی اداس و پژمردہ سی دکھائی دے رہی ہے' مشہد رنگ بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپ ٹپ اس کی پشت پر گر رہیں' پشت کو گیلا کرنے کا سبب بن رہی تھیں' اس کی نگاہوں کی تپش اسے گڑبڑانے' کنفیوژ کرنے کے ساتھ جھنجھلاہٹ میں مبتلا کرنے لگی جبکہ ورسلان احمد اس کا جائزہ لیتا ہوا قدم بڑھاتا اس کے بہت قریب آ رکا' اور اس کو دور ہٹتے دیکھ بازو سے تھام کر اپنے مقابل کیا اور وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بلک اٹھی' اور وہ اسے معمول کی طرح دیکھتا رہا' اور نہایت سہولت سے اس کی کلائی تھامی اور اسے بیڈ پر بٹھایا' جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلا اور سکوت کو توڑا۔

''لو پانی پی لو''۔ اس کے اطمینان پر وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہو گئی' اس کی شہابی رنگت والے کتابی چہرے پر وہ کچھ اخذ نہ کر سکی۔

''پانی پی لو ماہرہ''۔ وہ اطمینان سے بولتا اسے غصہ ہی تو دلا گیا' اس نے گلاس تقریباً اس کے ہاتھ سے جھپٹا اور دیوار پر دے مارا۔

''خود کو کیا سمجھتے ہیں' بہت بڑا فنکار؟'' وہ کہتے ہوئے کھڑی ہونے لگی تو وہ اس کے شانوں پر خفیف سا دباؤ ڈالتا اس کے برابر ٹک گیا اور اس کا مومی حنائی ہاتھ تھام لیا۔

''مہندی تمہارے ہاتھ پر خوب جچ رہی ہے''۔ الٹ پلٹ کر دیکھا اور مہندی سے سجے سرخ نقش و نگار پر انگلیاں پھیرنے لگا اس کا لمس اس کے سرد جسم میں پھریری سی دوڑانے لگا' وہ جھٹکے سے اس کے برابر سے اٹھ گئی۔

''مت کریں یہ سب......'' وہ بولی نہیں دھاڑی۔

''بات آہستہ کرو کہ میں نہیں چاہوں گا ہم دونوں میاں بیوی کی پیار بھری تکرار ہو یا جھگڑے سے مزین تکرار' وہ اس کمرے سے باہر جائے' آفٹر آل خود کو اپنی پرسنلز کو بڑا سینت سینت کر رکھنے والوں میں سے ہوں''۔ درمیان میں ہی اسے ٹوک دیا اور بڑے سکون سے اسے دیکھتا اٹھا اور اس کی طرف بڑھا۔

''نوکر نہیں ہوں میں آپ کی''۔ اس کا اطمینان اسے زچ کر گیا تھا اور اس کے تپ کر کہنے پر اس نے چھت پھاڑ قہقہہ لگایا۔

''میں نے ایسا کیا کہا...... نہیں یار! تم تو میری بیوی ہو...... پیاری لاڈلی' چہیتی اور اکلوتی بیوی......'' وہ اس کی حالت سے حظ اٹھاتا مزے سے بولا۔ اور اس کو بازو سے جکڑ کر اپنی اور کھینچا' وہ لچکیلی ڈال کی مانند اس کے سینے سے آ لگی اور اس کی شوخ جسارتیں شروع ہوتیں بڑھنے لگیں اور وہ اس کے حصار میں سے بے چینی سے نکلنے کو کسمسانے لگی مگر اس کا گھیرا تنگ ہونے لگا اور اس نے اس کے سینے پر مکے برسانا شروع کر دیئے۔

''ہر کوشش بے کار جائے گی اس لئے انرجی ضائع مت کرو''۔ وہ شوخی و شرارت سے سرگوشی کرتا اسے اپنے حصار میں لئے اس کی سنے سمجھے بغیر بیڈ کی طرف بڑھ گیا اور اس کے حصار سے نکلنے کی ہر کوشش بے کار جانے لگی تو بے بسی سے آنسو گرنے لگے۔

''رونا اچھی بات ہے کہ آپ خواتین رو کر اپنی ضدیں منوالیتی ہیں' میں بھی بندہ بشر ان اشکوں کی چالاکی میں آ ہی جایا کروں گا' مگر آج تو اپنے اتنے قیمتی آنسو ضائع نہ کرو کہ ورسلان احمد اور اس کی قربت کا اعجاز یہ آنسو نہیں جانتیں ہوں گی''۔ وہ سحر زدہ مخمور لہجے میں کہتا اس پر جھکا اور اس کے اشک ہونٹوں سے چنتے ہوئے اس کو اپنے پیار کی اوس میں بھگوتا ہی چلا گیا۔

☆

''پھپھو جانی! مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے' کام کا بھی پاپا جان نے کہہ دیا ہے کہ وہ دیکھ لیں گے' اصل پرابلم تو ماہرہ کی طرف سے ہے کہ وہ کہیں جانا ہی نہیں چاہتی''۔ اس کی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھٹ سی گئیں' اسے کہاں امید تھی کہ وہ اس کے انکار کا یوں سب کے سامنے کہہ دے گا۔

''کیوں ماہرہ؟ میں اور راغب بھی تو جا رہے ہیں اور تمہیں مجھ سے زیادہ سیر و تفریح آؤٹنگ کا شوق ہے''۔ ساہرہ نے بہن کو ڈائریکٹ مخاطب کیا تو وہ گڑبڑا گئی' ماہرہ کو ساحل سمندر پر جانے کا بہت شوق ہے اور وہ لوگ اکثر ماہرہ ہی کی وجہ سے آؤٹنگ کا پروگرام رکھتی تھیں کہ دونوں اس طرح کا شوق نہیں رکھتیں۔

''اوف...... کبھی تو پوری بات سن لیا کرو' میں نے کہ ماہرہ کہیں نہیں جانا چاہتی' محترمہ تو ہر جگہ جانا چاہتی ہیں' ناردرن ایریاز اور سوئٹزرلینڈ اس کا بس چلے تو باری باری ہر جگہ جائے اور ان دو جگہوں کا نام اس لئے لیا کہ دونوں جگہ فی الحال ماہرہ نے ڈیسائیڈ کر لی ہیں تبدیلی کا امکان نہیں ہے اضافہ ضرور ممکن ہے''۔ وہ اس کی گڑبڑاہٹ محسوس کرتا ہوا مزے سے بولا اور وہ ایک ناراض غصیلی نگاہ اس پر ڈالتی ایکسکیوزمی کہہ کر اٹھ گئی۔

''تم بہت فضول انسان ہو ورسلان! یوں سب کے سامنے کہنے کی کیا ضرورت تھی' بچی کی کتنی سی شکل نکل آئی تھی''۔ فوزیہ نے بیٹے کو ڈپٹا۔

''بہو کی فکر ہے بیٹے کا خیال نہیں ہے جو روز ادھر سے ادھر جاتا ہے سن کر اینڈ میں کہیں نہیں جاتا کہ آپ جانا ہی نہیں چاہتے' سن کر دل سوس کر رہ جاتا ہے''۔ اس نے اتنے مضحکہ خیز انداز میں کہا کہ وہ سب مسکرا دیئے۔

''ایسا کریں ورسلان بھائی! فرسٹ ہنی مون سو

بینڈ میں رکھ لیں' ایک دو ماہ بعد ذرا فرصت سے نادرن
ریاز کا پروگرام رکھ لیجئے گا کہ اس بندے معصوم نے بھی
بھی کیا ہے کہ بیوی کو ناراض کر کے جگہ کے ساتھ ہنی مون
تھوڑی منانا ہے''۔ راغب نے پہلو میں بیٹھی ساہرہ کو میٹھی
نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا' ورسلان کا بے ساختہ قہقہہ'
تی سب کی دبی دبی مسکراہٹ وہ جھینپ کر ماہرہ کی طرح
اک آؤٹ کر گئی۔ احمد کا تیج میں وہ دونوں آج انوائٹ
تھے' ان کے جانے کے بعد وہ کمرے میں آیا تو وہ تکئے میں
منہ دیئے رونے میں مشغول تھی۔

''دور ہو جائیں ہاتھ مت لگائیں مجھے''۔ وہ بیڈ پر نیم
راز ہوتا اس پر جھکا تو وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی' ہاتھ تھام کر
رار کی راہ مسدود کی تو وہ چیختے ہوئے لہجے میں بولی۔

''اچھا نہیں لگتا ہاتھ''۔ غصہ سے ہوتے سرخ
ہرے کو دیکھ اپنا رخسار اس کے روئی جیسے سفید نرم و ملائم
گال سے نرمی سے مس کیا۔

''کیوں کر رہے ہیں یہ سب...... پلیز مت کریں''۔
وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر سسکنے لگی۔

''کیا کر رہا ہوں؟ کچھ کرنے کہنے کا موقع ہی کب
ے رہی ہو''۔

''شٹ اپ...... جسٹ شٹ اپ' بس چپ کر
ائیں اور کتنا ڈی گریڈ کریں گے''۔ اس کا ہاتھ جھٹک کر
ڈ سے ہی اترنے لگی اور اس کے اطمینان و رسانیت میں
ب بھی فرق نہ آیا۔

''کیا کیا ہے میں نے؟''

''یہ پوچھئے کیا نہیں کیا؟ خود کو بہت سمجھتے ہیں' مجبور و
بے کس لڑکی سے شادی کر کے اپنی بڑائی کے تو جھنڈے
ڈے ہیں''۔ وہ اپنی عادت وفطرت کے یکسر برخلاف
بز لہجے میں بولی تھی۔

''مجبور و بے کس...... ہاں شاید دل کا کوئی پرابلم لگتا
ے شادی مجھ سے ہوگئی اور محبت تو دانش تیمور......'' اسے
ا کہ ورسلان نے تھپڑ کھینچ مارا ہو۔

''شٹ اپ ورسلان! جو بات ہو نہ اسے کہیں بھی
نہیں''۔ وہ پہلے سے زیادہ تلخی سے بولی۔

''اور اگر یہی میں کہوں تو؟ وہ جو نہیں ہے اسے تم کس
بنیاد پر اتنے یقین سے کہہ رہی ہو؟''

''میرا یقین کونسا غلط ہے؟ دانش تیمور مجھ سے شادی
نہیں کر رہا تھا تو آپ نے کر لی' اسی طرح تو پاپا کی ڈیتھ
کے بعد سے ماموں جان اور آپ احسان کرتے آئے
ہیں' ورنہ آپ کے یا ماموں جان کے ذہن و دل میں ایسی
کوئی بات ہوتی تو بات مجھ تک بھی تو آتی نا' مما پریشان
تھیں' ماموں جان ان کو کبھی پریشانی میں دیکھ ہی نہیں سکتے'
اس لئے انہوں نے مما کی پریشانی یعنی مجھے خود پر اور آپ
پر مسلط کر دیا اور آپ تو کمال کے فنکار نکلے' پہلی شب سے
یوں ری ایکٹ کر رہے ہیں جیسے سب کچھ جو ہوا ایسا ہی ہو
بھی رہا تھا' مجھ ٹھکرائی ہوئی لڑکی کو جیسے آپ نے اپنا کر
احسان ہی نہیں کیا' مگر میں اچھے سے جانتی ہوں ورسلان
احمد کے آپ کسی اور سے محبت کرتے ہیں مجھے صرف
ماموں جان کے لئے اپنایا ہے' لیکن میں پوچھتی ہوں
کیوں؟ خود کہتے ہیں مجھ میں کوئی عیب نہیں ہے کوئی موذی
بیماری نہیں ہے تو پھر کیوں یہ احسان کیا کہ جیسے آپ دنیا
کے آخری مرد ہیں' آپ نے نہیں اپنایا تو جیسے میں کنواری
ہی مر جاؤں گی' آپ کے نام' آپ کے احسان' آپ کی
کھوکھلی محبت کی ضرورت نہیں تھی اور جب کوئی اور دل میں
رہتی تھی تو کیوں مجھے اپنی زندگی میں شامل کیا' صرف اس
لئے نا کہ آپ سارے مرد جھوٹے اور دغا باز ہوتے ہیں'
محبت کسی سے شادی کسی سے' وعدے کسی سے' اپنائیں گے
کسی کو' مگر آپ کے ساتھ مجھے اپنا دم گھٹتا محسوس ہوتا ہے'
آپ کے احسان تلے میرا وجود دب گیا ہے' کچھ برا کہتے
دھتکارتے' یوں جو اچھا بنے رہنے کا ڈرامہ کر رہے ہیں تو
سخت برے لگتے ہیں' اپنا آپ برا لگتا ہے خود سے نفرت سی
محسوس ہوتی ہے کہ میں خائن بن گئی جس شخص پر' جس کی
محبت' جس کے قرب وخلوت پر میرا کوئی حق ہی نہ تھا' میں
زبردستی قابض ہوگئی وہ بھی صرف خود آپ کی وجہ سے' منع
کر سکتے تھے' ماموں جان کو بتا سکتے تھے کہ آپ کسی اور سے

محبت کرتے ہیں لیکن نہیں کیا' تو کیوں؟ مجھے کیوں اپنی زندگی میں نہ چاہتے ہوئے بھی شامل کیا؟'' اس کی خاموشی اسے بولنے اور بولتے رہنے پر اکساتی رہی' حلق میں آنسوؤں کا گولا اٹکنے لگا تو وہ چپ کر کے سسکنے لگی۔

''غلطی ہوگئی' مگر سدھاری تو اب بھی جاسکتی ہے اس لئے اپنی پیکنگ کرلو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتا ہوں''۔ وہ اپنے مخصوص سنجیدہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولتا اسے بری طرح چونکا گیا' وہ جو بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگائے سر گھٹنوں میں دیئے زوروشور سے رو رہی تھی' جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا' اس کے چہرے کے تاثرات انتہائی سنجیدہ اور نہ سمجھ آنے والے تھے۔

''پانچ منٹ میں جانے کی تیاری کرلو' پھر مجھے نیند آ رہی ہے' چھوڑ کے آکر مجھے سونا بھی ہے''۔ وہ ایسے بول رہا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔

وہ اٹھی اور اس تک آئی' کچھ کہنے کو لب وا کیے ہی تھے کہ اشارے سے اسے روک گیا۔

''جو تم نے کہنا تھا وہ سن چکا ہوں' اب صرف وہ کرو جو کہا ہے''۔ درشتگی سے کہا گیا۔

''ایسے..... لیکن مجھے گھر نہیں جانا ہے''۔ ہونٹ کپکپائے۔

''کیوں؟'' یہ کیوں اتنی سنجیدگی و اطمینان سے پوچھا گیا کہ وہ لب کچلنے لگی۔

''احسان کیا تھا اس کا سود سمیت خراج وصول کر چکا' اب تم رہو یا نہ رہو' فرق نہیں پڑتا مجھے' ہاں چھوڑ اس لئے آتا ہوں تاکہ تم جاؤ تو میری محبت' میری زندگی میری قربت و خلوت میں حق سے داخل ہو سکے اب دیر نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ ابھی یا صبح خود ہی جانا پڑے''۔ نہایت طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔

''میں کہیں نہیں جارہی ہوں' آپ کو دوسری شادی کرنے کی اجازت دے رہی.....''

''تم ہوتی کون ہو مجھے اجازت دینے والی؟'' لفظ اجازت پر زور دے کر تیکھی نگاہوں سے اس کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھا۔

''احسان کیا ہے میں نے تم پر ماہرہ صدیقی! اپنا نا
دے کر ماہرہ ورسلان احمد اور احسان تو کبھی بھی واپس ما
جاسکتا ہے اس لئے فیصلہ ہوگیا کہ میں ورسلان ا
تمہارے نام سے اپنا نام واپس لے لوں گا''۔ اس
آنکھوں میں ناچتا دکھ و کرب دیکھ پانا کہاں اس کے اختی
میں تھا' رخ موڑ کر لب بھینچ گیا' اس نے جھٹکے سے ا
بازو سے تھام کر اس کا رخ واپس اپنی طرف موڑا۔

''میں نے وہی دینے کی بات کی جو تم نے مانگا''
اب کے نرمی سے بولا۔

''صرف نام نہیں مانگا تھا میں نے آپ سے......
نام تو لوٹا سکتے ہیں' مگر کیا اپنا قرب وٹس واپس لے
ہیں؟ بولیں کیا ایسا کرسکتے ہیں نہیں..... قطعاً نہیں تو ج
یہ سب نہیں کرسکتے تو نام کیوں لوٹانے کی بات کر
ہیں''۔ اسے خونخوار نگاہوں سے گھورتے ہوئے وہ ا
کے سینے پر ہاتھوں اور ناخنوں سے کھرچنے نوچنے لگی۔

''تم نے مجبور کیا ہے مجھے اس سب کے لئے''
اسے سینے سے لگا کر خود میں بھینچ سا لیا۔

''احسان نہیں کیا تم سے شادی کر کے کہ میں تو
ایسا چاہتا تھا''۔ ایک جھٹکے و برق رفتاری سے اس کے
سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

''بہت پہلے سے ایسا چاہتا تھا' مگر تم سی اے
چاہتی تھیں' تمہاری خواہش کے احترام میں' میں نے دل
ضبط کے پہرے بٹھا لئے' آفس کے کام کے سلسلے م
ایس اے گیا ہوا تھا کہ میری تو جیسے دنیا ہی لٹ گئی' تمہا
منگنی سے دو دن قبل ہی میری یو ایس اے سے واپسی ہ
تب مجھے تمہاری منگنی کا پتہ چلا' مگر اب میں کیا کہتا ا
کرتا آخر؟ خاموش ہوگیا مگر جب ماما نے ساہرہ کا نام
میں نے شادی سے انکار کردیا مگر پاپا کہاں میرا انکا
رہے تھے اس لئے میں نے کہہ دیا کہ میں کسی اور سے م
کرتا ہوں مگر نام تمہارا لے نہیں سکتا تھا اور تمہاری بہن
شادی بھی نہیں کرسکتا تھا اس لئے اس وقت ماما' پاپا کو

گیا اور جب دانش کی شادی کا پتہ چلا تو پاپا نے سنڈلی ہماری شادی کا فیصلہ لیا' اعتراض کرتا تو کیسے؟ کہ میری تو خواہش پوری ہو رہی تھی' احسان نہ سمجھو اسی لئے تو میں نے تم سے نارملی بی ہیو کیا' مگر تم میرے رویئے کو بھی احسان سمجھنے لگیں''۔ حیرت سے خود کو تکتی ماہرہ کی آنکھوں میں بات کے اختتام پر بغور دیکھنے لگا۔

''یہی حیرت و بے یقینی بھرا اشک تمہاری آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا' اسی لئے تمہاری الجھنیں سلجھانے کی کوشش نہ کی کہ تمہاری آنکھوں' تمہارے رویئے میں صاف محسوس کیا کہ تم میرے نارمل بی ہیویئر کو احسان سمجھ رہی ہو' کیونکہ تم نے تو شادی کرنے کے عمل کو بھی احسان ہی سمجھا' اب یہ سب بتاتا تو تم نے یقین کرنا نہیں تھا کہ تم تو اب بھی یقین نہیں کر رہی ہو''۔

''یقین کروں بھی تو کیسے درسلان؟ آپ نے کبھی یہ ظاہر ہی کب کیا اور ہماری شادی تو بہت آسانی سے ہو سکتی تھی' آپ کے دل میں ایسا کچھ تھا مجھ سے کہہ نہیں سکتے تھے تو کم از کم مامی اور ماموں جان سے تو کہتے اور آپ اگر منگنی سے دو دن قبل بھی یہ سب کہتے تو مما نے کون سا انکار کر دینا تھا''۔ وہ الجھی الجھی سی بولی' اس نے جس دن درسلان نے ساہرہ سے شادی سے انکار کر کے کسی اور لڑکی کا محض ذکر کیا تھا' وہ خود سن لیا تھا کہ وہ اس دن فوزیہ کے لانے پر یونیورسٹی سے ان کے ہاں آئی تھی اور اسی لئے تو وہ اس سے بدگمان ہی تھی کہ وہ تو خود نہ جانے کب سے اس سے محبت کر رہی تھی مگر اس کے لئے دیئے سنجیدہ رویئے کی وجہ سے وہ اس سے فرینک ہی نہیں ہو پائی تھی کہ وہ خود سنجیدہ طبیعت کی خاموش طبع اور تنہائی پسند ہے' کبھی کہہ اپنے دل کی بات کہتی اور اس کے دل کی بھی خبر نہ تھی ورنہ ہی اس نے کبھی اشارہ دیا۔

''ہاں...... شاید تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو' کم ہمت نہ تھا مگر ہمت دکھا بھی نہ سکا اور اب میری بات' میرے عمل پر یقین کر سکتی ہو تو کر لو کہ تم سے محبت نہ جانے کب سے کر رہا ہوں اور تم سے شادی احسان کرتے ہوئے یا پھپھو جانی کی پریشانی کے خیال سے نہیں صرف دل سے مجبور ہو کر کی...... ہاں تمہارے دل کی خبر نہیں ہے کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتی رہی ہو یا سوچتی ہو؟ میری سوچوں پر تو صرف تم ہی قابض ہو' دل و ذہن کی مکمل آمادگی سے تمہیں اپنایا ہے''۔ درسلان احمد کی سنجیدگی میں ذرا فرق نہ آیا۔

''سچ کہہ رہے ہیں؟'' وہ جیسے اب بھی بے یقین ہی ہے۔

''اُف اور کس طرح یقین دلاؤں؟'' وہ اب چڑنے لگا اور اس کے چہرے پر دبی دبی سی جھنجھلاہٹ اسے یکدم ہی مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

''میرے دل میں بھی شروع سے آپ ہیں اور ہمیشہ رہیں گے''۔ شرمائے ہوئے لہجے کی بات اسے چونکا گئی اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے نزدیک کر لیا۔

''مجھے تو کہتی ہو کہ میں نے کم ہمتی دکھائی اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟'' سرگوشی کی۔

''واہ...... میں لڑکی ہو کر اپنے منہ سے کہتی کیا اچھی لگتی''۔ وہ مسرور سی تھکی۔

''ہاں' مجھے تو صرف تم ہی ہر حال میں اچھی لگتی ہو''۔ وہ پیار سے بولا اور اس نے اتنے دنوں میں فرسٹ ٹائم مطمئن سی ہو کر آسودگی و طمانیت سے عالم خود سپردگی میں سر اس کے چوڑے سینے پر ٹکا دیا تو اس نے مسکرا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ان دونوں کی ہلسی کی جلترنگ کمرے کی خاموش فضا میں گنگنا اٹھی کہ محبت دیر سویر مل ہی جاتی ہے' کچھ لوگ اتنے خوش نصیب ہوتے ہیں کہ محبت کو کھوتے کھوتے پا جاتے ہیں بس اس کے لئے صبر و استقامت کی ضرورت ہوتی ہے کہ جو چیز جس کا نصیب ہوتی ہے وہ اسے مل کر ہی رہتی ہے اور اس کے لئے بعض اوقات کچھ کرنا بھی نہیں پڑتا کیونکہ نہ ملنے والی چیز صبر کا دامن چھوڑنے ہزار ہا کوشش کرنے کے بعد بھی نہیں ملتی' اور وہ تو ایک دوسرے کے مقدر میں ازل سے لکھے جا چکے تھے اور مقدر کا لکھا کب مٹتا ہے۔

☆